98546-نکاح میں ماموں کا ولی بننا

سوال

میری شادی کو سات برس سے زائد ہو چکے ہیں اور میرے تین بچے بھی ہیں، میرا سوال یہ ہے کہ :
میرے بچپن سے ہی میرے والدین علیحدہ ہیں، میں نے اپنے مرحوم والد کو زندگی میں صرف ایک بار ہی دیکھا ہے، اور انہوں نے دوسرے شہر جا کر شادی کر لی تھی، اور ہمارے ان کے ساتھ کوئی تعلقات نہ تھے، اس لیے جب میری شادی ہوئی تو میرے ماموں میرے ولی بنے تھے، اور میرا بھائی بھی موجود تھا اس نے اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا.
مجھے علم ہوا کہ یہ جائز نہ تھا، کیونکہ اگر والد نہ ہو تو پھر ولی اس کے بعد والا بنتا ہے، اب مجھے علم نہیں کہ آیا میری یہ شادی صحیح ہے یا باطل، اللہ نہ کرے اگر باطل ہے تو اب مجھے کیا کرنا چاہیے میرے تو اب تین بچے بھی ہیں ؟

پسندیدہ جواب

اول :

شادی میں ماموں ولی نہیں بن سکتا؛ کیونکہ ولی عصبہ کے ساتھ مخصوص ہے، اور عصبہ مرد میں باپ پھر دادا، اور پھر بیٹا اور پھر بھائی، اور پھر بھتیجا، اور پھر چچا الخ شامل ہوتے ہیں.

ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں :

" قریبی رشتہ داروں میں سے عصبہ مرد کے علاوہ کسی اور کو مثلا ماں جایا بھائی اور ماموں، اور ماں کا چچا، اور ماں کا نانا وغیرہ کو ولایت حاصل نہیں ہوتی، امام احمد نے یہ کئی ایک مقام پر بیان کیا ہے، اور امام شافعی کا قول بھی یہی ہے، اور امام ابو حنیفہ سے بھی ایک روایت یہی مروی ہے " انتہی

دیکھیں : المغنی (13/7).

دوم :

کسی دوسرے شخص کی بجائے لڑکی کے باپ کو اپنی بیٹی کی شادی کرنے کا زیادہ حق ہے، اور اولاد کی تربیت میں کمی و کوتاہی کرنے سے باپ کی ولایت کا حق ساقط نہیں ہو جاتا، اور اسی طرح باپ کے غائب ہونے سے بھی اس کی ولایت ساقط نہیں ہوگی، ہاں والد اس طرح غائب اور منقطع ہو کہ اس تک پہنچنا اور اس سے رابطہ کرنا مشکل ہو، تو اس حالت میں ولایت منتقل ہو کر اس کے بعد والے ولی میں آ جائیگی.

اس بنا پر آپ کو چاہیے کہ اپنے والد کو اس رشتہ کے متعلق بتاتے، تا کہ وہ آپ کے نکاح کی ذمہ داری پوری کرتا، یا پھر کسی دوسرے شخص کو اپنا وکیل بناتا جو آپ کے نکاح کی ذمہ داری پوری کرتا، اور اگر وہ انکار کر دیتا اور رشتہ بھی برابری اور کفو والا تھا تو یہ ولایت اس کے بعد والے ولی میں منتقل ہو جاتی، اور وہ دادا ہے اگر موجود تھا تو، وگرنہ ولایت بھائی میں منتقل ہو جاتی اگر وہ بالغ تھا، اور اگر عصبہ مرد کوئی نہیں تھا تو پھر یہ ولایت قاضی میں منتقل ہو جائیگی.

سوم :

اوپر جو کچھ بیان ہوا ہے اس کی بنا پر آپ کا نکاح بغیر ولی کے ہوا ہے، اور جمہور علماء کے ہاں ولی کے بغیر نکاح صحیح نہیں، اور امام ابو حنیفہ کے ہاں صحیح ہے.

لیکن احادیث کی روشنی میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق ولی کے بغیر نکاح صحیح نہیں.

اس بنا پر اگر آپ کے ملک میں عدالتی اور قاضیوں کا نظام حنفی مسلک کے مطابق ہے تو پھر ولی کے بغیر نکاح صحیح ہے، اور یہ نکاح چلے گا، اور نہیں ٹوٹتا.

لیکن حدیث کی رو سے یہ نکاح باطل ہے، کیونکہ ولی کے بغیر ہوا ہے.

اور اگر آپ کے ہاں قاضیوں کا نظام نہیں ہے تو پھر یہ نکاح لغو اور ختم ہے، پھر اگر آپ دونوں ایک دوسرے کو چاہتے ہیں تو ولی کی موجودگی میں نکاح کی تجدید کر لیں.

ابن قدامہ رحمہ اللہ نے ولی کے بغیر نکاح صحیح نہ ہونے کا فیصلہ کرنے کے بعد کہا ہے:

"اگر حاکم اس عقد نکاح کے صحیح ہونے کا فیصلہ کر دے تو اس نکاح کو توڑنا جائز نہیں، کیونکہ یہ اس مسئلہ میں اختلاف ہے، اور اس سلسلہ میں وارد شدہ احادیث میں تاویل کرنا ممکن ہے، بعض اہل علم نے اسے ضعیف قرار دیا ہے" انتہی بتصرف.

دیکھیں: المغنی (6/7).

اور شیخ محمد بن ابراہیم رحمہ اللہ درج ذیل مسئلہ دریافت کیا گیا:

ایک لڑکی کی شادی اس کے ماموں نے کر دی تو کیا یہ صحیح ہے؟

شیخ رحمہ اللہ کا جواب تھا:

"ولی نہ ہونے کی بنا پر یہ عقد نکاح صحیح نہیں، کیونک عقد نکاح میں ولی کی شرط ہے، اور ماموں نکاح میں ولی نہیں ہوتا، اس لیے جب ولی ہی مفقود ہو تو نکاح فاسد ہے، جمہور اہل علم کا قول یہی ہے، اور مذہب میں مشہور بھی یہی ہے، انہوں نے درج ذیل حدیث سے استدلال کیا ہے:

ابو موسی اشعری رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"ولی کے بغیر نکاح نہیں"

اسے پانچوں نے روایت کیا ہے اور ابن مدینی نے اسے صحیح قرار دیا ہے.

اور عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جس عورت نے بھی ولی کی اجازت کے بغیر اپنا نکاح خود کیا تو اس کا نکاح باطل ہے، باطل ہے، باطل ہے، اور اگر اس کے ساتھ دخول ہو جائے تو اس کی شرمگاہ حلال کرنے کی وجہ سے اسے پورا مہر دینا ہوگا، اور اگر وہ جھگڑا کریں تو جس کا ولی کوئی نہیں اس کا سلطان یعنی حکمران ولی ہے"

اسے احمد اور ابوداود اور ترمذی نے روایت کیا اور صحیح کہا ہے.

اور اگر دھوکہ کا دعوی ہو (یعنی خاوند دعوی کرے کہ اسے دھوکہ دیا گیا ہے) تو اس دعوی کو سننے میں کوئی حرج نہیں، اور اگر وہ دونوں ایک دوسرے کو چاہتے اور نکاح قائم رکھنا چاہتے ہیں تو ان کے نکاح کی تجدید کر دی جائیگی، اور وہ عدت کی محتاج نہیں، کیونکہ پانی اسی کا ہے.

وگرنہ (یعنی اگر وہ ایک دوسرے کو نہ چاہتے ہوں) ان میں علیحدگی کرا دی جائیگی، اور خاوند کو چاہیے کہ وہ اسے طلاق دے، کیونکہ عقد فاسد طلاق کا محتاج ہوتا ہے.

اور اگر وہ طلاق دینے سے انکار کر دے تو حاکم اس عقد نکاح کو فسخ کر دیگا" انتہی

دیکھیں: فتاوی الشیخ محمد بن ابراہیم (73/10).

واللہ اعلم.